آزمائشوں کا مقابلہ بخوبی کر سکیں گے۔ بچوں کو اسکول میں اس بات کی ترغیب دینی چاہیے کہ وہ اپنے ساتھیوں کی مشکلات، خصوصیات، مزاج اور رنگ ڈھنگ کو جانیں پہچانیں تاکہ وہ بڑھ کر اوروں سے اپنے مراسم و تعلقات میں سنجیدگی اور صبر سے کام لیں۔

بچوں کی پڑھائی میں بھی آزادی اور سمجھ کا جذبہ پایا جانا چاہیے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ بچوں میں جدت طبع پیدا ہو اور محض کٹھ پتلی نہ بن جائیں تو طلبہ کو ہرگز یہ ترغیب نہ دینی چاہیے کہ وہ دوسروں کے مقولات اور نتائج کو فوراً قبول کر لیں۔ سائنس کے سکھانے میں بھی استاد کو طلبہ کے ساتھ ہر امر کی بابت عقلی دلیل کرنی چاہیے اور شاگردوں کو یہ مدد دینی چاہیے کہ وہ ہر مسئلہ کو کلیہ اور مجموعی حیثیت سے سمجھیں اور خود اپنی رائے قائم کریں۔ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ مدد کہاں تک دی جائے اور کیا استاد کو کسی قسم کی مدد نہ دینی چاہیے؟ اس سوال کا جواب اس پر منحصر ہے کہ مدد سے کیا مراد ہے؟ اگر اساتذہ نے اپنے دلوں سے ہر خوف اور غلبہ کی خواہش کو نکال دیا ہے تو وہ طلبہ میں سنجیدگی، آزاد خیالی اور جدت طبع حاصل کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر دانستہ یا نادانستہ ان کے دل میں شاگردوں کو کسی خاص مدعا کی طرف لے جانے کی فکر ہو تو ظاہر ہے کہ ایسی مدد طلبہ کی ترقی میں خلل ڈالے گی۔ کسی معینہ مقصود کو پیش نظر رکھنے سے، خواہ وہ مقصود خود استاد کے دل کی اُپج ہو یا کسی دوسرے کا

متعین کیا ہوا ہو، قوت تخلیق زائل ہو جائے گی۔

اگر استاد اپنا فرض یہ سمجھے کہ اسے ہر فرد کو آزاد منش بنانا ہے، نہ کہ صرف اپنے مستقل خیالات اور نتائج سے طلبہ کو متاثر کرنا، تو وہ ہر شاگرد کو تلاش آزادی میں اس طور پر مدد دے گا کہ شاگرد اپنے ماحول، اپنے مزاج اور ان تمام مذہبی اور خاندانی اثرات سے جن کا نقش غالباً اس پر پورا جما ہوا ہے، بخوبی واقف ہو جائے۔ اگر اساتذہ کے دلوں میں آزادی اور محبت کا جذبہ ہے تو وہ ہر شاگرد کی ضروریات اور مشکلات سے باخبر رہیں گے۔ چنانچہ ان کے شاگرد محض کٹھ پتلی کی طرح نظریات اور ضوابط کے پابند رہ کر عمل نہیں کریں گے بلکہ جودت طبع رکھنے والے مستعد اور چاق و چوبند انسان بنیں گے۔ صحیح تعلیم سے طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ خود یہ معلوم کر لیں کہ کس چیز میں انھیں سب سے زیادہ دلچسپی ہے۔ اگر انھیں اپنا صحیح مشغلہ ملتا تو ان کی زندگی بے کار ضائع ہو گی۔ جس کام کو وہ پسند نہ کرتے ہوں، اسے کرنے میں ان کی قطعی دل شکنی ہو گی، مثلاً اگر کوئی خاص فن زیادہ مرغوب ہو اور اس کے بجائے دفتر میں محرری کرنی پڑے تو وہ تمام عمر شاکی اور پژمردہ خاطر رہیں گے۔ چنانچہ ہر شخص کو یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس کی خلقی رغبت کیا ہے۔ علاوہ بریں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ وہ خاص کام مناسب ہے یا نامناسب؟ مثلاً کسی نوجوان کو سپاہی بننے کا شوق ہو تو قبل اس کے کہ وہ سپہ گری کا